کرائے کی بندوق

آج کل پاکستان کی سیاست میں یوٹرن پر بڑی بحث ہو رہی ہے۔ یوٹرن تو بہت سے سیاستدان لیتے ہیں لیکن عمران خان کے یوٹرن ہماری نظروں میں زیادہ کھٹکتے ہیں کیونکہ وہ ملک کے وزیراعظم ہیں اور یہ کہنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے کہ اچھا لیڈر وہ ہوتا ہے جو دیوار میں ٹکر مارنے کے بجائے یوٹرن لے کر قوم کو حادثے سے بچا لیتا ہے۔ آج مجھے بھی عمران خان کو ایک معاملے پر یوٹرن لینے کی گزارش کرنا ہے اور مجھے یقین ہے کہ پاکستانیوں کی اکثریت مجھ سے اختلاف نہیں بلکہ اتفاق کرے گی۔

عمران خان کو یوٹرن لینے کی گزارش کا خیال اُن کا ایک حالیہ انٹرویو سن کر آیا۔ ترکی کے حالیہ دورے کے دوران اُنہوں نے ٹی آر ٹی کے عمران گاردا کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ماضی میں امریکہ نے پاکستان کو کرائے کی بندوق کے طور پر استعمال کیا لیکن اب ہم کرائے کی بندوق کے طور پر مزید استعمال ہونے کے لئے تیار نہیں۔ اس انٹرویو میں انہوں نے جنرل ضیاء الحق اور جنرل پرویز مشرف کے دور میں پیدا ہونے والی سیاسی و سماجی خرابیوں کا بھی ذکر کیا۔ اس سے قبل وہ دسمبر 2018 ء میں واشنگٹن پوسٹ کو دیے جانے والے انٹرویو میں بھی یہ کہہ چکے ہیں کہ اب ہم دوبارہ امریکہ کے لئے کرائے کی بندوق نہیں بنیں گے۔ واشنگٹن پوسٹ نے اس انٹرویو کی ہیڈ لائن کچھ اس طرح لگائی ”ہم تمہاری کرائے کی بندوق نہیں رہے، پاکستانی لیڈر کا امریکہ کو پیغام“۔

واشنگٹن پوسٹ کی لالی وے ماؤتھ کو دیا جانے والا یہ انٹرویو پاکستانی عوام کی بڑی اکثریت کے خیالات کی ترجمانی کر رہا تھا لیکن آگے چل کر اسی انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ ساٹھ کی دہائی میں پاکستان ترقی کی مثال بن گیا تھا۔ عمران خان ایک سے زائد بار ساٹھ کی دہائی کو ترقی کا دور قرار دے چکے ہیں۔ وہ جب بھی ساٹھ کی دہائی کا ذکر کرتے ہیں تو ہماری نظروں کے سامنے جنرل ایوب خان کی تصویر گھومنے لگتی ہے جو 1958 ء سے 1969 ء تک پاکستان کے حکمران تھے۔

جنرل ایوب خان پاکستان کے پہلے فوجی ڈکٹیٹر تھے جنہوں نے 1956 ء کا پارلیمانی آئین منسوخ کر کے 1962 ء میں صدارتی آئین نافذ کیا۔ جنرل ایوب خان کے دور میں نافذکیے گئے صدارتی نظام نے مشرقی اور مغربی پاکستان کے رشتے کو کمزور کیا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس دور میں تربیلا اور منگلا ڈیم بنائے گئے اس لئے یہ ترقی کا دور تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ جنرل ایوب خان نے 1960 ء میں سندھ طاس معاہدے کے ذریعہ پاکستان کے تین دریاؤں راوی، ستلج اور بیاس کا پانی بھارت کے کنٹرول میں دیدیا۔

ان دریاؤں کا پانی بھارت کے کنٹرول میں جانے سے پاکستان کو پانی کی کمی کے بحران کا سامنا تھا لہٰذا زرعی استعمال کے لئے دریائے سندھ اور جہلم کے پانی کو ذخیرہ کرنے کے منصوبے بنائے گئے جن میں تربیلا ڈیم اور

منگلا ڈیم بھی شامل تھے۔ بھارت کی طرف سے سندھ طاس معاہدے کی خلاف ورزی کے نتیجے میں آج بھی پاکستان کو جہلم اور چناب کے پانی سے محروم کیا جا رہا ہے۔ جس دور کو ترقی کا دور کہا جاتا ہے اُس دور کی تصویر دیکھنا ہو تو عمران خان راوی، ستلج اور بیاس کو دیکھ لیں جو دریاؤں کے بجائے گندے نالے بن چکے ہیں۔

عمران خان جب بھی ساٹھ کی دہائی کو ترقی کی دہائی قرار دیتے ہیں تو یہ گمان گزرتا ہے کہ شاید وہ بلاواسطہ پاکستان میں صدارتی نظام کی حمایت کر رہے ہیں۔ اس "بدگمانی" کی وجہ اُن کے کچھ قریبی ساتھیوں کی طرف سے نجی گفتگوؤں میں پارلیمانی نظام کی مخالفت اور کچھ وزراء کی طرف سے کھلے عام 18 ویں ترمیم کے خلاف رونا دھونا ہے۔ اس "بدگمانی" کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ میں خود اپنے گناہ گار کانوں سے احمد شجاع پاشا (آئی ایس آئی کے سابق سربراہ) کی زبانی یہ سُن چکا ہوں کہ پاکستان اور پارلیمانی نظام ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔

انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ اپنی اگلی نسل کو بلاول اور حمزہ شہباز کا غلام نہیں بننے دیں گے اور پھر اس ناچیز نے اُن کے ساتھ اختلاف رائے کے سنگین نتائج بھی بھگتے۔ عمران خان سے گزارش ہے کہ وہ ساٹھ کی دہائی کے بارے میں اپنے موقف پر نظرثانی کریں کیونکہ اس دہائی کی تعریف کا مطلب جنرل ایوب خان کی تعریف ہے اور جنرل ایوب خان کی تعریف کا مطلب صدارتی نظام کی تعریف ہے اور میری ناچیز رائے میں صدارتی نظام کی حمایت کا مطلب پاکستان کو کمزور کرنا ہے۔

ساٹھ کی دہائی ترقی کی دہائی ہوتی تو یہ ترقی صرف مغربی پاکستان میں نہیں بلکہ مشرقی پاکستان میں بھی نظر آتی جو اب بنگلہ دیش بن چکا ہے۔ جنرل ایوب خان نے ایک طرف بنگالیوں کو ان کے حقوق نہ دیے تو دوسری طرف بلوچوں کے خلاف فوجی آپریشن شروع کیا۔ اُنہوں نے قائد اعظمؒ کے ساتھی اور تحریک پاکستان کے رہنما حسین شہید سہروردی پر غداری کا مقدمہ بنا کر اُنہیں جیل میں ڈال دیا۔ سابق چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس محمد منیر کو ایوب خان نے اپنا وزیر قانون بنایا۔

جسٹس منیر اپنی کتاب "فرام جناح ٹو ضیاء" میں واضح طور پر لکھ چکے ہیں کہ انہوں نے 1962 ء میں ایوب خان کی تائید سے قومی اسمبلی کے بنگالی ارکان سے پاکستان سے علیحدہ ہونے یا کنفیڈریشن بنانے کے بارے میں مذاکرات شروعکیے تو بنگالی لیڈر رمیض الدین نے کہا ہم اکثریت میں ہیں اور ہم پاکستان ہیں، اگر علیحدہ ہونا ہے تو تم پاکستان سے علیحدہ ہو جاؤ۔ عمران خان کو جسٹس محمد منیر کی یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیے اور اگر وزیر اعظم آفس کی لائبریری میں یہ کتاب موجود نہ ہو تو یہ خاکسار مذکورہ کتاب اُنہیں مہیا کر سکتا ہے۔ جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ شیخ مجیب الرحمان بہت پہلے سے بھارت کے ساتھ مل کر پاکستان توڑنا چاہتے تھے وہ جسٹس منیر کی کتاب پر کیوں خاموش رہتے ہیں؟ کیا یہ کتاب اس تلخ حقیقت کو سامنے نہیں لاتی کہ پاکستان توڑنے کی سازش تو خود وہ صدر صاحب کر رہے تھے جن کے دور کو ترقی کا دور قرار دیا جاتا ہے؟

ساٹھ کی دہائی کو ترقی کا دور قرار دینے والے یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ اسی دور میں ایک صدارتی الیکشن ہوا تھا۔ جنوری 1965 ء میں ہونے والے اس صدارتی الیکشن میں محترمہ فاطمہ جناح نے ایوب خان کا مقابلہ کیا اور یہ حقیقت سب جانتے ہیں کہ شیخ مجیب الرحمان، مولانا مودودی، خان عبدالغفار خان سمیت بہت سے "غدار" قائد اعظمؒ کی بہن کا ساتھ دے رہے تھے لیکن جنرل ایوب خان نے دھاندلی اور دھونس کے ذریعہ قائد اعظمؒ کی بہن کو ہرا دیا۔

ساٹھ کی دہائی پاکستان میں احتساب کے نام پر انتقام، دھونس، دھاندلی اور کرپشن کی دہائی تھی۔ جی ہاں! خزانہ بھرا بھرا نظر آتا تھا کیونکہ جنرل ایوب خان نے سابقہ سوویت یونین کے مقابلے پر امریکہ کا ساتھ دیا۔ پشاور کے قریب بڈھ بیر میں امریکہ کو فوجی اڈہ دیا۔ یہی وہ دور تھا جب پاکستان کو امریکہ کے ہاتھ میں کرائے کی بندوق بنا دیا گیا۔ آج عمران خان کہتے ہیں کہ ہم آئندہ کرائے کی بندوق نہیں بنیں گے اور یہ کلمۂ حق کہنے پر میں اُنہیں سلام پیش کرتا ہوں لیکن پاکستان کو کرائے کی بندوق جنرل ایوب خان نے بنایا تھا لہٰذا عمران خان اُس دور کو ترقی کا دور کہنا بند کر دیں اور یوٹرن لے لیں۔ یہ یوٹرن اُن کے لئے اچھا ہی ثابت ہو گا۔